© rasailojaraid.com

قاضی مظہر چک والی اور سبائی ٹولہ (۲)

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین گزشتہ ماہ انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون "قاضی مظہر حسین چکوالی اور سبائی ٹولہ" کے عنوان سے ان کے مضمون کی پہلی قسط گزشتہ ماہ شائع ہوئی اور آئندہ تقریباً دو اقساط میں یہ مضمون مکمل ہو جائیگا۔ قاضی مظہر حسین چک والی اور سبائی ٹولے کے احتساب پر مشتمل ان کا سب سے پہلا مضمون ماہنامہ نقیب ختم نبوت جون 1990ء میں شائع ہوا اور پھر یہ سلسلہ تا ایں دم جاری ہے جبکہ قاضی چک والی صاحب بھی اپنے ماہنامے میں تسلسل کے ساتھ جواباً لکھ رہے ہیں یہ علمی معرکہ حضرت قاضی محمد شمس الدین رحمہ اللہ اور قاضی چک والی کے مابین جاری تھا حضرت قاضی شمس الدین رحمہ اللہ کی وفات کے بعد ہم یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ ان کا مضمون جو ہمارے پاس امانت ہے من وعن شائع کر دیا جائے۔ اور اس باب کو یہیں بند کر دیا جائے وہ زندہ رہتے تو بات بڑھاتے مگر ان کے مضمون میں اضافہ کا ہمیں کوئی حق نہیں ہے۔ اس وضاحت سے چک والی فتنہ کے بزرجمہر اور ان کے اعوان و انصار اس غلط فہمی کا شکار نہ ہوں کہ ان کا تعاقب چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہم صحابہ کرام پر تنقید کرنے والوں کا محاسبہ و تعاقب جاری رکھیں گے۔ قارئین آگاہ رہیں کہ اس بحث سے متعلق حضرت قاضی محمد شمس الدین رحمہ اللہ کے تمام مضامین یکجا شائع کئے جا رہے ہیں اور اس موضوع پر پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک تہلکہ خیز کتاب "سبائی فتنہ" بھی عنقریب شائع ہو رہی ہے ان شاء اللہ (ادارہ)

چونکہ سبائی تو اس خلافِ واقعہ جعلی رِوایت کے خود موجد تھے ان کو مان لینا ان کے لئے تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ مگر مشہور کہاوت ہے ع نقل را چہ عقل ——— کے مطابق سُن مُن سُنّی بھی اس سو فیصد ڈھکوسلے کو سچ سمجھ بیٹھے اور ڈُولال بُجھکڑ قسم کے بریلوی علاّموں نے بھی گپ صحیح تسلیم کر لی اور علاّمہ ارشد قادری صاحب بریلوی اور علاّمہ مشتاق احمد نظامی صاحب بریلوی صاحبان نے اپنی کتاب "کربلا کا مُسافر" صـ۹۸ پر یہی گپ نقل فرما دی اور نہ صِرف نقل فرمائی بلکہ بالمقابل غلط شجرۂ نسب بھی چھاپ دیا یعنی ہاشم بن عبد مناف اور امیہ بن عبد مناف جبکہ اُمیہ بن عبشمس تو عبد مناف کا پوتا ہوتا ہے۔ ہم یہاں صحیح شجرۂ نسب اور اس کے بالمقابل غلط شجرۂ نسب بھی چھاپ دیا یعنی ھاشم بن عبد مناف اور امیہ بن عبد مناف جبکہ امیہ بن عبشمس تو عبد مناف کا پوتا ہوتا ہے ہم یہاں صحیح شجرۂ نسب اور اس کے بالمقابل ڈُڈ بریلوی علماء کا شائع کردہ غلط شجرہ نسب لکھتے ہیں تاکہ ناظرین دونوں شجروں کو آمنے سامنے بالمقابل دیکھیں اور ڈُڈ بریلوی علاّموں کی قابلیت کی داد دیں

© rasailojaraid.com

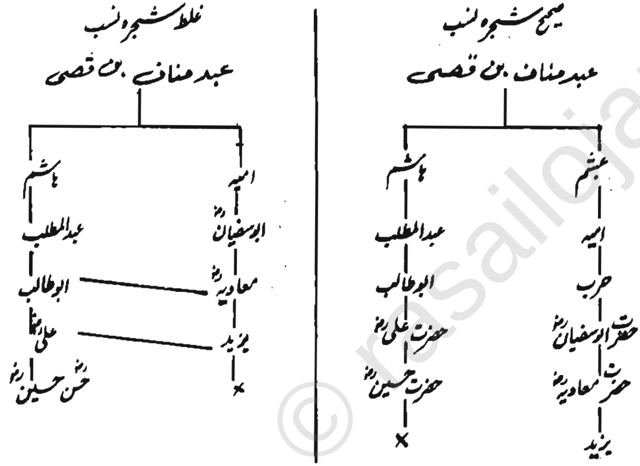

ناظرین اندازہ فرما کر لطف اٹھائیں کہ ڈڈو بریلوی لال بجھکڑ بدھو سُن مُنّ "ملّاموں" نے شجرہ میں سے عبشم بن عبد مناف والا امیہ بن عبشم کو بھی چھوڑ دیا اور حرب بن اُمیہ والا ابوسفیان کو بھی چھوڑ دیا اس طرح ابوطالب ہاشمی کو حضرت معاویہ رض عبشمی کے بالمقابل کر دِکھایا اور حضرت علی رض کو یزید کے بالمقابل کر دِکھایا حالانکہ صحیح ترتیب نسب میں ابوطالب ہاشمی حرب بن امیہ عبشمی کے سامنے آتے ہیں۔ اور یزید عبشمی حضرت زین العابدین ہاشمی کے سامنے آتے ہیں اس طرح یزید بھتیجا اور حضرت حسین رض چچا بنتے ہیں اور حضرت معاویہ رض بھتیجے اور حضرت علی رض چچا بنتے ہیں لیکن ڈڈو ملاموں لال بجھکڑوں نے حضرت معاویہ رض کو حضرت علی رض کا چچا اور یزید کو حضرت حسین رض کا چچا ثابت کر دِکھایا سچ کہا کسی نے کہ جہالت بھی عجیب "کرامت" ہے۔ لیکن ناظرین! یہ ڈڈو علّاموں کی بات نہیں بلکہ ہم سب سُنّی ایسے ہی سُن مُنّ ہوتے ہیں۔ اللہ ہم سب پر رحم فرمائے ـــــ (آمین)

قصہ قاضی چکوالی جی کا: پچھلے صفحات میں فقیر نے تفصیل سے اپنے حالات میں لکھا ہے کہ فقیر کو انگریزوں سبائیوں اور مرزائیوں سے سخت نفرت تھی (اور ہے) انگریزوں سے مخالفت کے لئے مخالف انگریز جماعتوں "جمعیۃ العلماء" اور "مجلس احرار" سے والہانہ تعلق رہا اور سبائیوں سے نفرت کی وجہ سے مولانا کرم دین دبیر صاحب مرحوم کی کتاب "آفتاب ہدایت"

© rasailojaraid.com

جو اپنے مبحث میں ایک جامع کتاب ہے ۔ پڑھی .... بعد میں جناب قاضی صاحب کے کتابچے "سُنی مذہب حق ہے" اور "ہم ماتم کیوں نہیں کرتے ؟" پڑھے پھر کتاب "بشارت الدارین" طبع اوّل پڑھی اس وقت یہ دو کتابیں فتنۂ سبائیت کے رد میں اچھی کتابیں تھیں ۔ گو بشارت الدارین میں بعض باتیں بحث طلب بھی تھیں ۔ اس بنا پر جناب قاضی چکوالی اور ان کے والد مولانا دبیر مرحوم سے والہانہ محبت پیدا ہو گئی ۔ اور انکی دل کھول کر تعریف و امداد کی ۔ اس کا تفصیلی تذکرہ خود قاضی چکوالی صاحب نے اپنے رسالے "حق چار یارؓ" بابت ماہ جون جولائی ۱۹۹۰ء میں کر دیا ہے جس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دستگیری فرمائی اور دونوں فرقوں کی اصل کتابوں اور انکی تردید کے لئے کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ۱۹۷۴ء میں بھٹو کے دور میں جب قومی اسمبلی میں مرزائیوں کے خلاف کیس پیش ہوا اس میں شرط یہ تھی کہ ہر بات کے لئے اصل کتاب سیکرٹری یحییٰ بختیار کو پیش کی جائے چنانچہ اس اہم موقعہ پر اللہ کے فضل سے فقیر نے تقریباً تمام مرزائی تصنیفات کی اصل کتابیں قومی اسمبلی میں پہنچائیں ۔

ایک انتہائی نایاب کتاب "کلمۂ فضلِ رحمانی" جو مرزا غلام قادیانی کی زندگی میں ۱۸۹۷ء میں چھپی تھی ۔ پاکستان بھر میں بالکل نایاب تھی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے روزنامہ جنگ میں اور دوسرے رسالوں میں اس کتاب کے لئے اشتہار چھپوائے لیکن ان کو پورے پاکستان سے ایک ادھورا نسخہ ملا جس سے کام نہ چل سکا ۔ فقیر نے ملتان اطلاع بھجوائی اور شرط یہ لگا دی کہ مجلس کا مبلغ خود درویش آیا تو فقیر وہ کتاب چھپوانے کے لئے اس کے حوالے کر دے گا چنانچہ ملتان سے ایک مبلغ غریب خانہ پر درویش گاؤں گئے اور رسید دے کر وہ کتاب ملتان لے گئے پھر فوٹو آفسٹ سے وہ کتاب بالکل اسی شکل میں دوبارہ چھپی اور فقیر کو دو نسخے مطبوعہ بھی مجلس نے بھیجے تو فقیر نے پھر لکھا کہ فقیر نے اصل کتاب مجلس تحفظِ ختم نبوت ملتان کے کتب خانہ کے لئے وقف کر دی ہے ۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۸۹۷ء میں چھپی تھی اس طرح تقریباً ایک سو سال کے بعد وہ صحیح اور سالم نایاب نسخہ ملتان پہنچا ۔ پہنچا جو نوادرات میں سے ہے مجلس کے مبلغ ملتان سے کتابیں دیکھنے کے لئے غریب خانہ پر درویش تشریف لائے کتابیں دیکھیں تو بے حد خوش بھی ہوئے اور حیران بھی کہ اتنے دور افتادہ گاؤں اور پسماندہ علاقہ میں اتنا ذخیرہ آپ نے جمع کر رکھا ہے ۔ بعض ایسی کتابیں جو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جوان کے ہاں بھی نہ تھیں اور فقیر کے ہاں دو نسخے تھے فقیر نے ان میں سے نسبتاً بہتر ایک ایک نسخہ مجلس کے کتب خانہ کے لئے پیش کر دیا۔ ایک کتاب ایسی بھی تھی جو مدارس میں بہت پہلے چھپی تھی وہ بھی ان کے ہاں نہ تھی۔ مبلغ موصوف نے اس کو حسرت اور رغبت سے دیکھا تو فقیر سمجھ گیا اور عرض کیا کہ یہ کتاب بھی آپ ملتان لے جائیں۔ اصل کتاب تو آپ مرکزی کتب خانہ کے لئے رکھ لیں اور اس کی عکسی نقل کرا کے جلد فقیر کو واپس بھیج دیں۔ اس پر بھی وہ بہت خوش ہوئے اور کتاب ملتان لے گئے پھر عکسی کتاب مجلد بھجوا دی —— یہی حال سبائی کتب کا ہے اللہ تعالیٰ نے سبائیوں کی امہات الکتب تک فقیر کو رسائی بخشی جس کے لئے فقیر، اللہ کا بے حد شکر گزار ہے۔ فللہ الحمد و الشکر و المنۃ کتابوں کے سلسلے میں یہ تھوڑی سی تفصیل تحریناً للنعمۃ لکھی ہے۔

بحمد اللہ ایا یا سمعۃ مقصود نہیں وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء فللہ الحمد و الشکر و الثناء الحسن ——

قاضی مظہر صاحب کے ساتھ نزاع کی حقیقت:

جب اسلام کی بدقسمتی سے حضرات صحابہ رضؓ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان تنازعات پیدا ہوئے تو صحابہ رضؓ کے تین گروہ ہو گئے ایک گروہ مکمل غیر جانبدار ہو گیا اس کے سربراہ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت سعیدؓ بن زید اور دوسرے بے شمار اکابر صحابہ رضؓ تھے۔ دوسرے گروہ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت زبیرؓ بن عوام اور حضرت طلحہؓ تھے پہلے گروہ کے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تھا اور سعید بن زید عشرہ مبشرہ سے تھے اور دوسرے گروہ کے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھے تیسرا گروہ امیر المومنین خلیفہ راشد چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء کا تھا اس گروہ کے سربراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھے عشرہ مبشرہ کے باقی پانچ صحابہ رضؓ ان جھگڑوں سے پہلے ہی وفات پا چکے تھے یعنی خلفائے ثلاثہ اور حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف اور حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اس طرح دوسرا گروہ اپنے آپ کو صحیح حق پر سمجھتا تھا۔ اور تیسرے گروہ کو مخطی اور باغی سمجھتا تھا اور تیسرا گروہ دوسرے گروہ کو مخطی اور باغی سمجھتا تھا اور اپنے آپ کو صحیح حق پر سمجھتا تھا۔ اور پہلا غیر جانبدار گروہ دونوں گروہوں کے معاملے میں توقف کا قائل تھا اور دونوں کے متعلق خاموش تھا۔ بلکہ اپنی خلافت کے آخری دور میں خلیفہ راشد چہارم امیر المومنین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جب مشاجرات کے نقصان وہ ہولناک نتائج اور المناک عواقب آگئے تو خود امیر المؤمنین حضرت علی رضؓ غیر جانبدار صحابہ رضؓ کے گروہ اور حضرت امیر معاویہ رضؓ کے کردار کو صحیح سمجھنے لگے تھے۔ امام ابن تیمیہ رحؒ نے حضرت علی رضؓ کی زبانی ان کے آخری دور کے نظریات نظم و نثر دونوں میں آٹھ سطروں میں مفصل بیان فرمائے ہیں جنکی تائید ابن کثیرؒ نے بھی کی ہے۔ امام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں (عربی عبارت منہاج السنہ ص۱۸۱ پر دیکھیں)۔ اور حضرت علی رضؓ بن ابی طالب اپنے اُن بہت سے کاموں پر جو آپ سے سرزد ہو گئے تھے نادم اور پشیماں ہو گئے تھے (یعنی جمل اور صفین) کا قتل و قتال اور فرمایا کرتے تھے آگے منظوم شعر بیتہ لکھا ہے نمبر۵

لَقَدْ عَجَزْتُ عَجْزَةً لَا اَعْتَذِرُ

سَوْفَ اَكِيْسُ بَعْدَهَا وَ اَسْتَمِرُّ

میں ایسا عاجز اور بے بس ہو گیا تھا کہ میرے پاس اپنی اس بے بسی کے لئے کوئی عذر نہیں ہے۔ اور آئندہ میں بہت ہوشیاری سے چوکنا ہو کر رہوں گا اور متفرق اور منتشر آراء کو جمع کر کے رکھوں

وَاَجْمَعُ الرَّاْئُ الشَّتِيْتُ الْمُنْتَشِرُ

گا (یعنی ایک رائے پر مضبوط رہونگا) اور صفین کے زمانے میں فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد بن مالک (ابی وقاص) اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ سے (غیر جانبداری والا) کیا اچھا مؤقف اختیار کروایا تھا جس پر وہ ثابت قدم رہے تھے ان کا یہ مؤقف اگر اچھا ہے تو اس مؤقف کا اجر بہت ہی بڑا ہے۔ اور اگر یہ مؤقف غلط ہے (یعنی گناہ ہے) تو بھی اسکی بُرائی بہت ہی ہلکی ہے۔ اور پھر آپ حضرت حسن رضؓ کو مخاطب کر کے کہا کرتے تھے کہ یا حسن رضؓ، یا حسن رضؓ تیرے باپ کو یہ گمان نہ تھا کہ خون خرابے کا معاملہ اس حد تک بڑھ جائے گا اور اب تو تیرا باپ یہ آرزو کرتا ہے کہ کاش تیرا باپ یہ سب کچھ پیش آنے سے بیس سال پہلے مر چکا ہوتا اور پھر آپ جب صفین سے واپس آئے تو آپ کا اندازِ کلام بالکل ہی بدل چکا تھا اور آپ کہا کرتے تھے کہ (لوگو) تم معاویہ رضؓ کی حکومت ناپسند نہ کرو کیونکہ اگر تم حضرت معاویہ رضؓ کو بھی گم کر بیٹھے تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے کس طرح اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور یہ روایت حضرت علی رضؓ سے دو یا تین سندوں سے روایت ہے اور تواتر کے ساتھ ایسی روایات موجود ہیں کہ پیش آمدہ حالات و واقعات کو آپ ناپسند کرنے لگے تھے کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ لوگوں میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا ہے اور لوگ فرقوں میں بٹ گئے ہیں اور برائیاں بڑھ گئی ہیں اور شر کی بے حد کثرت ہو گئی ہے۔ اور اس سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اگر حضرت علیؓ کو پہلے سے ان حالات کا علم اور اندازہ ہو جاتا۔ جو بعد میں فتنوں کی شکل میں سامنے آئے تو جو کچھ وہ کر چکے تھے ہرگز نہ کرتے۔ (منہاج السنت طبع اول مصر صفحہ ۱۸۱ ج ۳)

امام ابن کثیر کی تائید:

اور امام ابنِ کثیر نے بھی امیر المومنین حضرت علیؓ کی ندامت کا نقشہ یوں کھینچا ہے۔

ثُمَّ قَالَ اِلَی اللّٰہِ اَشْکُوْ عُجَرِیْ وَبُجَرِیْ وَاللّٰہِ لَوَدِدْتُّ اِنِّیْ کُنْتُ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا الْیَوْمِ بِعِشْرِیْنَ سَنَۃً ۔ ص ۱۳۱ ج ۸

"میں اللہ تعالیٰ سے ہی اپنی پریشانیوں کی فریاد کرتا ہوں۔ اور اللہ کی قسم اب تو میں یہ آرزو کرتا ہوں کہ کاش آج کا دن آنے سے بیس برس قبل میں مر چکا ہوتا۔"

ابن کثیر صفحہ ۱۳۱ ج ۸ اور صفحہ ۲۲ ج ۷ اور امام ابن کثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت علیؓ جب صفین کی جنگ سے واپس آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! تم حضرت معاویہؓ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو کیونکہ اگر تم معاویہؓ کو گم کر بیٹھے تو تم دیکھو گے کہ سر اپنے کندھوں سے اس طرح گرتے ہیں جس طرح اندرائین اپنے درخت سے ٹوٹ کر گرتے ہیں یعنی بہت خون خرابے ہوں گے چنانچہ آگے چل کر ایسے ہی ہوا۔ چنانچہ حضرت معاویہؓ کی وفات رجب ۶۰ھ میں ہوئی اس کے بعد حادثہ کربلا اور حادثہ حرّہ اور شہادت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور دوسرے بہت سے مقاتلے پیش آئے۔

غیر جانبدار اصحاب

اور غیر جانبدار اصحاب کے موقف کی تائید میں امام ابن حزم نے لکھا ہے کہ پہلے گروہ حضرت سعدؓ اور حضرت سعیدؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے ساتھ جمہور صحابہؓ اور جمہور اہل سنت تھے۔ (الفصل فی الملل والنحل صفحہ ۱۵۳ ج ۴) اور امام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنہ صفحہ ۱۶ ج ۳ پر امام بخاری کے استاد امام اسحٰق بن راہویہ کی یہ روایت پوری سند سے نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ نے عراقیوں کو فرمایا کہ تم شامیوں کو برا مت کہو۔ کیونکہ شامی سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کے خلاف بغاوت کی ہے یعنی دونوں گروہ ایک دوسرے کو باغی سمجھتے ہیں۔ یہی روایت امام ذہبی نے المنتقیٰ میں اسی سند سے ان ہی الفاظ میں نقل کی ہے۔

اور امام ابن عساکر نے بھی ان ہی راویوں سے ان ہی الفاظ میں نقل کی ہے۔ اور تہذیب تاریخ ابن عساکر میں بھی یہی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

روایت ہو بہو انہی راویوں سے منقول ہے۔ "نقیب ختم نبوت" بابت ماہ جون ۱۹۹۰ء ص۱۷ پر مفصل مذکور ہے ناظرین لطفاً وہاں دیکھ لیں اور وہاں بھی مشہور سبائی مؤرخ ابو جعفر حمیدی تیسری صدی کے مؤرخ نے اپنی مشہور کتاب قرب الاسناد، طبع طہران ص۴۵ پر یہی بات لکھی ہے کہ دونوں فریق اپنے آپ کو حق پر اور دوسرے فریق کو باغی سمجھتے ہیں۔ یہ حوالے ہم نے مولانا محمد نافع صاحب کی کتاب رحماء بینہم ص۱۴۳ ج ۴ سے ان کے شکریے کے ساتھ نقل کئے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ!

قاضی صاحب کے والد کا فیصلہ

اسی طرح قاضی صاحب کے والد مولانا دبیر نے بھی "آفتاب ہدایت" میں ص۲۶۵ تا ص۲۷۵ پر لکھا ہے کہ دونوں فریق کی اجتہادی خطا تھی الخ۔ اس پر قاضی صاحب نے حق چار یارؓ میں ——— بڑا واویلا مچایا ہے کہ یہ حوالہ جنگ جمل کے متعلق تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علیؓ کے درمیان تھا۔ مگر قاضی درویش نے اس کو جمل اور صفین اور حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان بھی بنالیا۔

جواب ۱

ناظرین باتمکین!

خدارا فقیر کا مضمون پھر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت طلحہ اور زبیر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم متفقہ طور پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قصاص دلوانے کا مطالبہ ہی تو کرتے تھے۔ چلو حضرت معاویہؓ کو نکال دیجئے پھر دونوں فریقوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت طلحہؓ حضرت زبیر اور ان کے مقابلہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خطا اجتہادی تو صاف واضح ہے۔ اور قاضی چکوالی اور دبیر صاحب کی معدقہ ہے۔ اب قاضی صاحب چکوالی اپنے والد کے فرمان کے مطابق کیا حضرت علیؓ کی خطا اجتہادی ماننے پر تیار ہیں؟ (لایعنی ہیچ پیچ نہ کریں صحیح صاف اور واضح جواب دیں۔)

جواب ۲

یہی حال مولانا عبدالشکورؒ کے مضمون مندرجہ "النجم" کا ہے اس میں قاضی چکوالی نے یہ تیغ نکالی ہے کہ یہ مضمون دبیر صاحب کا اپنا نہیں بلکہ مولانا لکھنوی کے "النجم" سے نقل کیا ہے۔ اب قاضی صاحب بتائیں کہ یہ مضمون مندرجہ آفتاب ہدایت دبیر صاحب نے اپنی تائید کے لئے نقل کیا ہے یا تردید کے لئے۔ اگر تائید کے لئے ہے، اور یقیناً تائید کے لئے ہی ہے تو پھر اس میں کیا فرق پڑتا ہے کہ مضمون النجم کا ہے اور دبیر صاحب کا نہیں۔ سب ناظرین کے سامنے تو مولانا دبیر کی آفتاب ہدایت ہے اور اس میں دبیر صاحب نے اپنی تائید میں یہ مضمون النجم لکھنؤ سے درج کتاب کیا ہے تو اب یہ تو وہی گنڈی سی کہاوت ہوئی کہ "گوہ نہیں بلی نے ہنگا ہے"۔ قاضی صاحب کس "چھومنتر" سے ناظرین کی آنکھوں میں خاک ڈال رہے ہیں اور ساتھ ہی فقیر کو ظاہری اور باطنی دونوں آنکھوں کا اندھا بھی قرار دے رہے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ص۱۰۳) اور ہم فقیروں کا تماشہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیکھنے کے شوق میں از سرتاپا خود تماشا بن کر رہ گئے۔ بقول شاعر ع

تماشا خود نہ بن جانا تماشا دیکھنے والے

اب ہم اللہ تعالیٰ کی تائید سے چکوالی صاحب کے مضمون کو حسب وعدہ ابتدا سے لیتے ہیں۔

علامہ مفتی کفایت اللہ صاحب کی بات

چکوالی صاحب نے اپنے رسالہ کے صلا پر حضرت علامہ مفتی کفایت اللہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے کہ انہوں نے (یعنی حضرت معاویہؓ) نے یزید کے لئے بیعت لینے میں غلطی کی۔ الخ

جواب

چکوالی صاحب نے اسی صلا کی پشت صلا پر حضرت گنگوہی کا یہ اصولی فرمان نقل کیا ہے کہ "پس جواز لعن یا عدم لعن کا مدار تاریخ پر ہے"

تو اسی طرح یزید کے لئے بیعت لینے کی غلطی کرنے یا نہ کرنے کا مدار بھی تاریخ پر ہے اور چکوالی صاحب کے استاد اور مرشد حضرت مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ سے ہی اسی مسئلہ کو بڑی تحقیق سے مکتوبات شیخ الاسلام صلا ج ا پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ "ایک وہ شخص (یعنی حضرت معاویہؓ) جو کہ فقیہ الاسلام ہے حسب دعوات مستجابہ ہادی اور مہدی ہے" وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ" وغیرہ احادیث اور آیات کا مورد ہے۔ کیا وہ کسی مجاہر بالفسق والعصیان کو عالم اسلامی کی رقاب (یعنی گردنوں) اور اموال وغیرہ کا ذمہ دار کر سکتا ہے؟"

اب فقیر عرض کرتا ہے کہ جب اس عظیم رتبہ کے مالک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے یزید کو عالم اسلامی کے مسلمانوں کی گردنوں اور مال و دولت کا ذمہ دار بنا دیا تو صاف معلوم ہوگیا کہ حسب ارشاد حضرت مدنیؒ حضرت معاویہؓ کی نگاہ میں یزید مجاہر بالفسق والعصیان تھا ہی نہیں ورنہ حضرت معاویہؓ یزید کو کبھی بھی ہرگز ہرگز مسلمانوں کی گردنوں اور مال و دولت کا ذمہ دار ہرگز نہ بناتے، اور اسی عبارت میں خود حضرت مدنی رہ نے یزید کے متعلق یوں صفائی بھی لکھ دی ہے کہ:۔

"خود یزید کے متعلق بھی تاریخی روایات مبالغہ اور آپس کے تخالف سے خالی نہیں ہیں واللہ اعلم بالسرائر"

مکتوب مذکور بالا اور ان تاریخی روایات کے اس مبالغہ اور تخالف کے پوشیدہ اسرار کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور حضرت مدنی کی یہ پوری عبارت خود چکوالی صاحب نے اپنی کتاب "خارجی فتنہ" جلد اول صلا تا صلا پر بالکل ایسے ہی نقل کی ہے اور ہم نے بھی اسی کتاب سے لی ہے اور اس سے پہلے حضرت مدنی کی عبارت صلا کتاب ھذا پر منقول ہے اور قابل دید ہے۔ تو اب چکوالی صاحب بتائیں کہ حضرت مدنی علیہ الرحمۃ نے چکوالی صاحب کے پلے میں کیا چھوڑا ہے۔ اور کیا چکوالی صاحب اپنے استاد اور مرشد کی بات کو غلط کہتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فقیر کا المیہ

اس مضمون کی ابتداء میں چکوالی صاحب نے لکھا ہے کہ قاضی شمس الدین صاحب کا المیہ یہ ہے کہ نہ وہ اپنے استادِ حدیث مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی کے متبع ہیں اور نہ اپنے پہلے شیخ حضرت مولانا گولڑوی (مہر علی) شاہ صاحبؒ کی تحقیق کو مانتے ہیں۔ اھ باختصار

معزز ناظرین نے فقیر کے استاذ حضرت مفتی صاحب دہلوی کے متعلق تو فقیر کا جواب پڑھ لیا ہے شیخ حضرت گولڑوئیؒ کی زندگی میں فقیر کی حضورؒ کی خدمت میں سات سال تک آمد و رفت رہی ہے اور بہت سی مجلسوں میں شمولیت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ لیکن صحیح بات یہی ہے جو مولانا حسین احمد قریشی نے لکھی ہے آپ لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں،

"تاریخی حقائق اور شواہد کا میدان دوسرا ہے اور یہ ضروری نہیں ہے کہ ایک بزرگ معارف الٰہیہ میں امام کامل ہو تو ان کی نگاہ قرن اوّل کے تاریخی واقعات پر بھی اتنی ہی وسیع اور عمیق ہو۔ خود حضرت گولڑویؒ فنون عقلیہ کے بحرِ زخار تھے اور علوم نقلیہ کے سحاب مدرار تھے اور معارف اور اسرار کے امام تھے۔ لیکن جب حضرت تاریخ کی طرف آئے تو سیدنا حضرت حسن مجتبیٰ کی تدفین کے سلسلے میں تحریر فرما دیا کہ اس وقت مروان خلیفہ تھا اس نے بزورِ شمشیر حضرت حسنؓ کو روضہ انور میں دفن نہ ہونے دیا۔ بحوالہ ملفوظات مہریہ اُردو ص۱۳۸ حالانکہ اس وقت نہ حضرت مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ خلیفہ تھے، نہ گورنر مدینہ منورہ۔ خلیفہ تو خود حضرت امیر معاویہ تھے اور گورنر مدینہ منورہ حضرت سعید بن عاص عبشمی اموی تھے جنہوں نے حسب اعتراف حضور گولڑویؒ حضرت حسن کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ تو یہ سب سبائی خرافات ہیں جو سنیوں کی کتابوں میں داخل ہو گئی ہیں اور لطف یہ ہے کہ خود حضور گولڑویؒ کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ خود سابقاً اپنی کتاب "شمس الہدایت" میں لکھا ہے کہ خود ام المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دفن ہونے کی آرزو کا اظہار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہاں تو صرف میری (صلی اللہ علیہ وسلم) ابوبکر صدیقؓ، عمرؓ اور عیسٰی بن مریم کی جگہ ہے۔ تین قبریں بن چکی ہیں، چوتھی قبر آخر زمان میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بنے گی"۔ بحوالہ رسالہ سید نصیر الدین شاہ نصیر گیلانی اور سادات بنو امیہ۔ طبع مکتبہ ربانیہ مرکزی جامع مسجد موضع بھوئی گاڑ براستہ فاروقیہ ضلع راولپنڈی

(شمس الہدایت طبع مصطفائی لاہور ۱۸۹۷ء ص۱۱۸) چکوالی صاحب نے فقیر کے استاد اور مرشد اوّل کے متعلق جس المیہ کا ذکر کیا ہے اس کا جواب تو فقیر نے دے دیا ہے لیکن چکوالی صاحب کا المیہ یہ ہے کہ حضرت مدنیؒ اُن کے استاد آخر بھی ہیں اور مرشدِ اوّل و آخر بھی اور حضرت مدنی نے یزید کی جو صفائی دی ہے کیا چکوالی صاحب بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ :
اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اهْتَدَیْتُمْ
تو کیا حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی جو صفائی دی ہے اس کو چکوالی صاحب مانتے ہیں ؟ اور اگر ہم مانیں تو کیا چکوالی صاحب ہم کو بھی اجازت دیتے ہیں یا نہ ؟ اور پھر جب بعد کے متأخرین علماء کی آراء کا ان اکابر صحابہؓ کرام کی رائے سے تعارض واقع ہو جائے تو اصولاً ترجیح کس کی رائے کو ہوگی ؟ بینوا توجروا

حضرت مجدّد الف ثانیؒ

بے شک حضرت مجدد الف ثانیؒ نے یزید کو فاسقوں کے زمرہ میں قرار دیا ہے اور مروجہ تاریخ کی بنا پر یہ ان کی مخلصانہ رائے مبارک ہے لیکن حضرات صحابہ کرام مذکورہ بالا کی رائے مبارک اور چکوالی صاحب کے استاذ آخر اور مرشد اول و آخر کی جو رائے مبارک پہلے ذکر کی جا چکی اس کے متعلق چکوالی صاحب کیا فرمائیں گے ؟ جب کہ قرن اول کے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی رائے میں اور حضرت امام ربانیؒ کی رائے میں اختلاف ہے۔

حضرت مولانا خان محمّد صاحب مدظلہ

چکوالی صاحب نے صـ۶۵ پر فقیر سے مطالبہ کیا ہے کہ فقیر حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ کی تحریر پیش کرے جس میں یزید کی حمایت کرنے کی تصریح ہو۔ فقیر پوچھتا ہے کہ آپ کے والد صاحب نے علماء دیوبند کی جو دل آزار تکفیر کی تھی اور جس کی آپ نے کسی تحریری ثبوت کے بغیر خارجی فتنہ حصہ اول میں بے اثر لیپا پوتی (صرف اپنی شہادت سے) کسی تحریری ثبوت کے بغیر کی ہے جب کہ بیٹے کی شہادت باپ کے حق میں کم دو گواہ کے بغیر شرعاً مقبول نہیں تو کیا آپ بھی اپنے والد کی کوئی تحریر پیش کر سکتے ہیں۔

حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہم العالی فقیر کے مرشد اور پچاس برس کے رہبر ساتھی ہیں ہم اپنا معاملہ خود طے کر لیں گے مگر آپ بھی اپنے مرشد اوّل و آخر حضرت مدنیؒ کے ساتھ اپنا معاملہ طے کر دکھائیں کہ اس میں بہتوں کا بھلا ہوگا۔ فقیر کے اولین مضمون کی ابتدا میں صـ۲ اور آخر میں صـ۳۶ پر غلط فہمی کی وجہ سے یوں چھپ گیا کہ یہ مضمون حضرت اقدس مولانا خان محمّد صاحب کے ارشاد پر لکھا گیا ہے اس غلط فہمی کی تردید خود نقیب ختم نبوت ماہ اگست صـ۶۵ پر آ گئی اور خود چکوالی صاحب نے اس کی عکسی نقل اپنے ماہنامہ "حق چار یار" ماہ اکتوبر میں یہ وضاحت شائع بھی کر دی لیکن چکوالی صاحب نے اضطراری غلطی سے فائدہ اٹھایا اور

چکوال اور خانقاہ سراجیہ کے اخلاق کا فرق

اپنی دراز قامتی کو مزید دراز کرنے کے لئے کسی ضرورت داعیہ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بغیر لکھا کہ " حضرت مولانا خان محمد دارالعلوم عزیزیہ میں مجھ سے کتابوں میں پیچھے تھے اور یہ کہ وہ رمضان میں چکوال آئے " اس تراٹر خانی کا مقصود اس کے سوا اور کیا ہے کہ میں علم میں بھی ان سے بڑا ہوں کہ حضرت صاحب خانقاہ سراجیہ سے چل کر میرے پاس رمضان میں دو سو میل کا سفر کر کے چکوال آتے ہیں جب کہ میں کبھی ان کے ہاں نہیں گیا۔ قبلہ حضرت صاحب کو یہ علم نہ تھا کہ چکوالی صاحب بالکل مرد میدان نہیں بلکہ وہ تو اکبر الٰہ آبادی مرحوم کے اس شعر کا صحیح مصداق ہیں۔

ع
مذکر کے لئے ہئی (HE) ہے
مؤنث کے لئے شی (SHE) ہے
مگر حضرت مخنث ہیں
نہ ہیئوں میں نہ شیئوں میں

چکوالی صاحب کو صرف ایک کام ہی آتا ہے کہ حق چار یارؓ کا نعرہ لگا کر صرف اپنی چاندی کھری کی جائے۔ چکوالی صاحب نے اپنی قامت درازی کے لئے مولانا خان محمد مدظلہم کا جو تذکرہ کیا ہے وہ کچھ ایسا ہی بنتا ہے " ایک شخص نے دوسرے سے وقت پوچھا! دوسرے نے گھڑی دیکھ کر کہا یہ میں نے مکہ سے خریدی تھی۔ اب دو بجے ہیں " مقصد یہ بتانا تھا کہ میں حاجی ہوں۔

افسوسناک بے لحاظی

اور چکوالی صاحب کی افسوسناک بے لحاظی بھی ملاحظہ ہو کہ ص۶۶ پر لکھتے ہیں کہ رمضان سنہ ۱۴۰۱ھ میں مولانا خان محمد صاحب چکوال میں میرے پاس آئے تھے حضرتِ اقدس چکوالی صاحب کے بھیرہ اور دیوبند کے ہم مکتب بھی تھے، اور استاد بھائی بھی تھے۔ لیکن چکوالی صاحب جب کبھی ہرنولی ضلع میانوالی اپنے جلسہ پر جاتے ہیں تو خانقاہ سراجیہ شریف سے سڑک دو میل دور سے گزرتی ہے چکوال سے ہرنولی تقریباً دو سو میل تو ہوگا ہرنولی کے لئے چکوالی صاحب دو سو میل کا سفر کر سکتے ہیں کہ وہاں جانے سے چاندی کھری ہوتی ہے لیکن حضرت صاحب کو ملنے کے لئے دو میل کا سفر نہیں کر سکتے۔ کاش! یہی سوچ لیتے کہ نصف صدی کا " پھڑا یار ملے گا "

کتاب دفاع حضرت امیر معاویہؓ کی تائید

رسالہ " حق چار یارؓ " کے ص۶۸ پر اپنے رسالہ " دفاع حضرت معاویہؓ " پر فقیر کی جو تقریظ نقل کی ہے وہ صحیح ہے لیکن وہ اس زمانہ کی ہے جب فقیر چکوالی صاحب کا گرویدہ تھا اور تردید سبائیت و رفض میں ان کو بہت بڑا مجاہد بے مثل تصور کرتا تھا ان ہی دنوں فقیر نے " دفاع حضرت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امیر معاویہؓ کے بہت سے نسخے قیمتاً منگوائے اور ذی علم حضرات میں مفت تقسیم کئے اور بہت مسرت سے ایک نسخہ امام اہل سُنّت حضرت علامہ سندیلوی صاحب کو تبصرہ کے لئے کراچی بھیجا چند دنوں کے بعد حضرت علامہ کا جواب آیا کہ :-

معلوم ہوتا ہے کہ آپنے کتاب "دفاع حضرت معاویہؓ" سرسری نگاہ سے دیکھی ہے ورنہ حضرت امیر معاویہؓ کی خطاء اجتہادی اور بغاوت صوری اور فسق یزید والا پرنالہ تو قاضی صاحب نے جہاں تھا وہیں رکھا۔" چنانچہ دونوں امور کے متعلق چند مقامات کی نشاندہی بھی فرمائی مثلاً صفحات ۴۸ پر جس طرح غزوۂ قسطنطنیہ کی حدیث "مغفوراً لھم" کی توجیہات فاسدہ کرکے یزید غریب کو مغفرت اور جنت سے محروم کرنے کی مکروہ کوشش کی ہے۔ وہ چکوالی صاحب کی ایک یادگار سبائیانہ کوشش ہے۔ اس کے بعد فقیر اپنی تقریظ پر متأسف ہوا مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا، بجز افسوس اب اور کیا ہوسکتا ہے لیکن سابقہ تعلقات کی بنا پر فقیر نے دوبارہ لکھنا مناسب نہ سمجھا۔

یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،
من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا
(القرآن)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
خیرکم من تعلم القران وعلمہ
(الحدیث)

زیر تعمیر جامع مسجد
مدرسہ دارالعلوم، حسین خیل پٹھان

مخیر حضرات مدرسہ و مسجد کی تعمیر کے اس کار خیر میں بھرپور حصہ لیں، دینی مراکز کو مضبوط کریں، تاکہ خدمت و اقامت دین کا مقصد ذریعہ بہتر طور پر سرانجام دیا جاسکے!

خلافت راشدہ
خلیفہ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق
سیدنا عمر فاروق
سیدنا عثمان
سیدنا علی المرتضیٰ
سیدنا حسن مجتبیٰ
سیدنا معاویہ
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ

ترسیل زر کے لئے (۱) بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک اکاؤنٹ نمبر ۹۰۲۰ یو بی ایل بھکر۔ ۲۔ بذریعہ منی آرڈر یا نقد دستی۔ یا درج ذیل پتہ پر بھیجیں!

خادم علماء دیوبند! حضرت مولانا غلام حسن خان، خطیب و مہتمم مدرسہ دارالعلوم حسین خیل پٹھان، مقام و ڈاکخانہ چھینہ ڈگر، تحصیل و ضلع بھکر!

© rasailojaraid.com